بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا یُخۡرِجُہُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ

اللہ مددگار ہے مومنوں کا (اسی لئے) انہیں گمراہی کے اندھیروں سے ہدایت کی روشنی کی طرف نکال لاتا ہے

ایمان افروز اور شرک سوز مقالہ
موسومہ بہ

حضرت پیرانِ پیرؒ کی شخصیّت سیرت اور تعلیمات

از رشحاتِ قلم

علاّمہ پیر سیّد نصیر الدّین نصیؔر گیلانی

سجّادہ نشین آستانۂ عالیہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف

بعد یہ سب سے زیادہ معتبر، موثّر اور وقیع سرمایہ تھا۔ مگر دوسری طرف علمِ شریعت کے بڑے بڑے گھاگ نظریں جمائے بیٹھے تھے کہ صوفیاء میں سے کس کس سے کہاں کہاں لغزش ہوئی۔ اور اُن کا کون کون سا کشف اور اُن کی کون کون سی عبارت، شعر یا قول خلافِ شریعت ہے۔ اس لیے بعض علمائے شریعت نے صوفیاء کے بعض اقوال اور عبارات کے تحت اُن پر کُفر کا فتویٰ بھی داغا۔ ہر دور میں مباحثے اور مناظرے ہوتے رہے اس طرح علمائے اُمّت کی اکثریت الگ ہوگئی اور صوفیاء کا گروہ الگ ہوگیا۔ اِس اختلاف کا نتیجہ یہ نکلا کہ دلائل نیوش خواص نے اہلِ شریعت کا ساتھ دیا البتہ عقیدت کوش عوام نے صوفیاء سے تعلّق رکھا۔ یہی وہ منزل تھی جہاں آ کر شریعت اور طریقت دو الگ الگ چیزیں تصوّر کی جانے لگیں، حالانکہ بات ایسی نہیں تھی۔ غُلو پسند مریدین کی جماعتیں اپنے اپنے مشائخ کے کشف و کرامات اور بلند مقامات بیان کرنے میں کھو کر رہ گئی تھیں اور قرآن و سنت کے پیغام کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ بعض مشائخ اپنے مکشوفات اور مشاہدات میں اِس قدر گُم تھے کہ اِنہیں تائیدِ غیبی، نصرتِ الٰہی اور ہدایتِ آسمانی سمجھنے لگے تھے۔ اُن کی نگاہوں سے یہ حقیقت اوجھل ہوگئی تھی کہ وَاعلَمُوا اَنَّ فِیکُم رَسُولَ اللّٰہِ ''جان لو کہ تم میں اللہ کے رسول موجود ہیں'' کے ارشادِ ربانی کے مطابق رسُول ﷺ کا اُسوۂ حسنہ اور قرآنِ حکیم کے واضح احکامات ہمارے لیے مشعلِ راہ اور کافی ہیں۔

تصوّف کی تاریخ اور احوالِ مریدین و مشائخ سے باخبر قاری اچانک کیا دیکھتا

بھی کسی کے لیے نکل جاتا وہ پورا ہو کر رہتا۔ آپؒ کے اِسی مقام کے لیے راقم الحروف نے کہا تھا ؎

جُنبشِ لب سے ہے ابوابِ اجابت کی کشاد
رَد نہیں کرتی مشیّت بھی تقاضا تیرا

بلا شبہ مدرّسِ توحید ہونے کے حوالے سے آپؒ اولیائے اُمّت کے ایک بے نظیر مربّی اور بے مثال اُستاد ہیں، درسِ توحید کے دوران مقاماتِ انبیاء ومرسلین کا پاس رکھنا آپ ہی کا حصہ تھا۔ مختصر یہ کہ آپؒ نے اپنے دور کے اولیاء اللہ کے اس گروہِ عظیم میں توحید پر وہ خطبات دیئے، جن کے الفاظ اور جملوں میں دلِ انبیاء دھڑکتا محسوس ہوتا ہے۔ وہ لوگ جو آج پیرانِ پیرؒ سے محبت وعقیدت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں۔ اُن کے سامنے درسِ توحید دیا جائے تو وہ اسے کسی دوسرے مسلک کا موضوع قرار دیتے ہوئے فوراً فتویٰ داغ دیتے ہیں۔ کیا وہ حضرتِ شیخؒ کے خطباتِ توحید پڑھ کر شیخ پر بھی کوئی اس قسم کا فتویٰ داغنے کی ناپاک جسارت کر سکتے ہیں؟ آخر وہ حضرتِ شیخؒ پر فتویٰ کیوں نہیں لگاتے۔ وہ صرف اس لیے کہ آپؒ کے نام پر تو اُن کی جیبیں گرم ہوتی ہیں اور معاشرے میں اِسی نام سے اُن کی عزّت وتوقیر قائم ہے، اپنی اپنی دکانیں چمکائے بیٹھے ہیں اور ''نسبتِ غوثیہ'' کے حوالے سے گیارہویں شریف کے نام پر خطیر نذرانے بٹورتے ہیں۔

یہ تو صریح خود غرضی ہوئی، حق گوئی اور حق پسندی تو نہ ہوئی۔ کیا آج کے

مریدینِ غوثیہ کے وہی عقائد ہیں جو اُن کے شیخ حضرت پیرانِ پیرؒ کے تھے؟ پیرانِ پیرؒ کے توحید کے بارے میں عقائد آپ کی مطبوعہ کتابوں میں اُردو ترجمہ کے ساتھ دستیاب ہیں۔ غیر اللہ سے استمداد و استغاثہ کے سلسلے میں مزید وضاحت کے لیے آپؒ کے خطبات اور تصانیف دیکھنے کے قابل ہیں۔ اگر آپؒ کے نزدیک یہ سب کچھ جائز ہے تو ہم سب کے لیے بھی ضروری ہے کہ ہم انہیں جائز سمجھیں اور اگر نہیں تو اجتناب کریں۔ مَیں بحمد اللہ حنفی المسلک اور سُنی ہوں میرا کسی دوسرے مسلک سے دُور کا واسطہ بھی نہیں مگر مَیں بات یہ کر رہا ہوں کہ جب ہم پیرانِ پیرؒ کو پرستش کی حد تک ماننے کا دعویٰ رکھتے ہیں تو پھر ہم پر یہ فرض بھی عائد ہوتا ہے کہ ہم اپنے عقائد کو حضرتِ شیخؒ کی تصانیف و خطبات اور عبارات کی روشنی میں پرکھیں۔ تب تو ہم اُن کے سچے مُرید ٹھہرتے ہیں۔ ورنہ یہ سب کچھ کھوکھلے دعوے اور جھوٹی عقیدتیں ہیں۔ جن کی آڑ میں ہم محض خلقِ خدا کو لوٹ رہے ہیں اور شیخؒ کو بھی دھوکہ دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

آپ نے علومِ اسلامیہ کی تکمیل کے بعد درس و تدریس کے ساتھ ساتھ وعظ کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ آپ کئی کتابوں کے مصنّف بھی ہیں ۔ اُردو دائرۂ معارفِ اسلامیہ نے آپ کی تصانیف کی تفصیل اس طرح دی ہے:

1. غنیۃ الطّالبین
2. الفتح الربّانی والفیض الرحمانی
3. فتوح الغیب
4. بشائر الخیرات
5. تحفۃ المتّقین وسبیل العارفین
6. حزب الرّجاء والانتہاء

فرمادیں۔ چوں کہ حضرت ابوالمعالیؒ اپنے دور میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے عقیدت و محبت اور آپ سے تعلقِ برزخی میں یگانہ تھے۔ اُنہوں نے اجازت حاصل کر کے حضرت محدّثِ دہلویؒ کو اِس اجازت کی اطلاع سے مشرّف فرمایا۔(ملاحظہ ہو، ملفوظاتِ مہریہ، ملفوظ142، ص105)

پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی، شاہ ابوالمعالیؒ اور شیخ عبدالحق محدّث دہلویؒ کی تحقیق کے مطابق فتوح الغیب حضرت پیرانِ پیرؒ کے خطبات ہی کا مجموعہ ہے اور اس میں کوئی الحاقی عبارت نہیں۔ لہٰذا حضرت پیرانِ پیرؒ سے نسبتِ غلامی کا دعویٰ رکھنے والوں پر لازم ہے کہ وہ حضرت پیر مہر علی شاہؒ جیسے محقق کی تصدیق پر یقین کرتے ہوئے فتوح الغیب میں بیان کردہ توحید سے متعلق عقائد پر نہ صرف ایمان لائیں، بلکہ اُنہیں خلقِ خدا تک بھی پہنچائیں۔ بالخصوص وہ خطیب حضرات جو اعراسِ بزرگانِ دین کے مواقع پر اُن کی کرامات کے ذکر ہی کو خدمتِ دین سمجھتے ہیں اور سجّادہ نشین حضرات کو خوش کرنے اور اُن سے صلہ کے حصول کی خاطر زمین و آسمان کے قلابے ملانے میں گلے پھاڑ پھاڑ کر بولتے ہیں اور صرف ''گیارہویں شریف'' کی برکات اور گیارہویں کی نذر پیش کرنے پر زور دیتے نہیں تھکتے، اُن کو گیارہویں والے اِس پیر کی اُن تعلیمات کو بھی عام کرنا چاہیئے جو انہوں نے چالیس سال منبر پر بیٹھ کر وعظ کی صورت میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق تک پہنچایا۔ مختصر یہ کہ حضرت پیرانِ پیرؒ نے اپنے مواعظ میں ہر طبقہ کو جھنجھوڑا، چاہے وہ علماء ہوں یا مشائخ یا دنیادار یا حکّامِ وقت ہوں۔ میرے نزدیک

حضرت پیرانِ پیرؒ کے نظریات قرآن و سنّت کی تعلیمات کے عین مطابق ہیں۔آپ کے مواعظ میں ایسا مصلحانہ مواد ہے کہ شرک و بدعت کے دام میں گرفتار انسان اُس کے مطالعہ کی بدولت ایک صحیح الاعتقاد مسلمان بن سکتا ہے اگر اتنی وضاحت کے باوجود بھی آپ کے مواعظ کے سلسلے میں کسی کو اگر شک ہے تو پھر وہ جان لے کہ اُس کا حضرت پیرانِ پیرؒ سے کوئی تعلّق نہیں۔وہ پیرانِ پیرؒ کو تو مانتا ہے مگر پیرانِ پیرؒ کی نہیں مانتا۔حالانکہ پیرانِ پیرؒ نے بالکل وہی درس دیا اور عقائد کے متعلّق وہی معیار اپنایا جو ہمارے آقا و مولیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے اپنایا تھا۔

ذیل میں ہم پیرانِ پیرؒ کے تاریخ ساز خطبات و مواعظ کے اقتباسات درج کر رہے ہیں۔حضرت پیرانِ پیرؒ نے اپنے مخصوص توحیدی لہجہ میں خطبات و مواعظ کا سلسلہ شروع کیا کہ اہلِ شِرک و نفاق کے دل ہلا کر رکھ دیئے۔جن لوگوں نے محض جہالت اور بے خبری کی وجہ سے مختلف انسانوں اور نیک ہستیوں کو نفع و ضرر کا مالک سمجھنا شروع کر دیا تھا اور قضاء و قدر جیسے اہم اور مخصوص باللہ مسائل و معاملات کو بھی مخلوق سے وابستہ اور منسوب کر دیا تھا، انہیں شیخؒ کے خطباتِ حق آشکار نے جھنجھوڑ کر رکھ دیا چنانچہ آپ ایک مقام پر یوں لب کشا ہوتے ہیں:

فاذا وصلت الی الحق عزوجل -----واجعل الخلیفة أجمع کرجلٍ کتفهٗ سلطان" عظیم" ملکهٗ شدید أمرهٗ مهولة صولته وسطوتهٗ ثم جعل الغلّ فی رقبتهٖ مع رجلیه ثم صلبهٗ علیٰ شجرة الا ذرة علیٰ شاطئی نهرٍ

باوجود اصل الاصول تعلّق باللہ اور وصول الی اللہ ہے۔

صوفیاء چونکہ اِس نزاکت کو سمجھتے تھے اس لئے اُنہوں نے انبیاء ومرسلین کے مقاصدِ بعثت اور مساعیٔ تبلیغ کو اپنی زندگیوں کا نصب العین بنایا اور سب سے زیادہ ردِّ شرک اور اثباتِ توحید پر زور دیا۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیائے کرام کی نظم ونثر میں توحیدِ باری تعالیٰ کا غلبہ نظر آتا ہے۔ اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو یہاں ہم صوفیائے سلف کی عبارات، مواعظ، ملفوظات اور اشعار کو بطورِ مثال پیش کرتے، یہ وہ مقام ہے جہاں پر صوفیائے کرام اور علمائے ظواہر دو حصّوں میں تقسیم ہوتے نظر آتے ہیں۔ پھر علماء بھی کئی فرقوں اور کئی مکاتبِ فکر میں تقسیم ہو کر رہ گئے۔ کچھ علماء نے اثباتِ توحید پر اِس انداز سے زور دیا کہ رسالت کالعدم ہو کر رہ گئی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے عبادِ صالحین کو اُن کے اعمالِ صالحہ اور اتّباعِ احکام کے صلے میں جو مقاماتِ بلند عطا فرمائے اور ایک دائرے کے اندر رہتے ہوئے جن کی عزّت وتوقیر کا خیال رکھنا ضروری تھا، علمائے ظواہر نے اپنے غلوِ طبع کے تحت اِسے شخصیّت پرستی کا نام دے کر اُن کو اصنام کے زُمرے میں شمار کرتے ہوئے اُن کی تذلیل وتوہین شروع کر دی، حالانکہ اِن سے بڑے موحدّین یعنی انبیاء علیہم السلام کا یہ طریقہ نہ تھا۔ اِسی طرح دوسرے طبقہ کے علماء نے اُن کے جواب میں انبیاء ومرسلین اور عبادِ صالحین کی تعریف وتوصیف اور اُن کی عزّت وتوقیر میں اس قدر غلو سے کام لیا کہ اُن کو ذاتِ باری تعالیٰ کے مقابل لا کھڑا کیا اور مجالس کے علاوہ منبر ومحراب میں بھی صرف اُن کی تعریف وتوصیف اور اُن کے ذکر کو

ذریعۂ نجات اور اپنی مقبولیت وشہرت کے لئے وسیلہ سمجھا اور موضوعِ توحید کو ہاتھ تک نہ لگایا۔

غرض علماء کے یہ دونوں طبقے افراط وتفریط کا شکار ہو کر رہ گئے۔ اِس کھینچا تانی اور افراط وتفریط کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُمّت دو دھڑوں میں تقسیم ہو گئی۔ ایک دوسرے پر کفر وشرک کے فتوے داغنے کا سلسلہ چل نکلا، قتل وغارت اور نفرت وتعصّب کی فضا قائم ہو گئی۔ ہر طبقہ کے علماء نے اپنے دھڑے کے لوگوں کو اپنے اپنے دلائل کے ذریعے اپنے اپنے دام میں پھنسانا شروع کر دیا، کچھ صرف توحید کے ٹھیکدار بن بیٹھے اور کچھ صرف رسالت کے۔ اِلّا ماشاء اللہ دونوں میں خلوص نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔ اُدھر توحید تھی، مگر توحیدِ خشک، اِدھر رسالت تھی مگر صرف زبانی اور ذاتی مفادات کے حصول کی حد تک۔ صرف اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کا ایک ایسا طبقہ سامنے آیا کہ جن کی تعلیمات قرآن وسنّت پر مبنی تھیں اور جو جملہ مسالک ومشارب کی قید سے بے نیاز اور آزاد تھیں۔ یہ طبقہ مولوی یا علاّمہ کے منصب پر بھی یقیناً فائز تھا، کیونکہ علم کے بغیر توحید ورسالت اور دینی عقائد واحکام پر گفتگو ناممکن امر ہے۔ مگر اِنہوں نے علمِ ظاہری کے حصول کے بعد خود کو تزکیۂ نفس اور احتسابِ ذات کی بھٹّی میں ایک عمر تک ڈالے رکّھا اور جب یہ اِس بھٹّی سے نکلے تو کندن بن کر نکلے۔ الفاظ کی طرح اِن کو معانی کا چہرہ نظر آنے لگا، اِن کے معلومات، محسوسات اور پھر مکشوفات میں تبدیل ہونے لگ گئے۔ قطرے میں سمندر اور ذرّے میں آفتاب دکھائی دینے لگا۔ زبان سے بات نکالتے

تو محسوس ہوتا کہ خود خالق اُن کے لہجے میں بول رہا ہے، جو لفظ منہ سے نکالتے تو وہ سامع کے دل میں تیر بن کر اُتر جاتا۔ عبد ہوتے ہوئے اُن کا اپنے معبود سے گہرا رابطہ ہوتا کہ اُن کا وجود خود پکار اُٹھتا۔

دلِ ہر قطرہ ہے سازِ انا البحر

ہم اُس کے ہیں ہمارا پوچھنا کیا

اگر بحالتِ کفر کسی کافر کی نظر اُن کے چہرے پر پڑ جاتی تو بحالتِ ایمان واپس لوٹتی، اُن کی ایک لحہ کی صحبت علمائے ظواہر کی ہزار سالہ بے کیف و بے نتیجہ معیّت پر بھاری ہوتی۔ وہ بسم اللہ پڑھ کر بے تکلف پانی پر چلنا شروع کر دیتے اور الفاظ کا آڑھتی ملّا پورا قرآن ختم کرنے کے باوجود اُن کی تقلید میں اگر پانی پر چلنے کی غلطی کرتا تو ڈوب کر رہ جاتا۔ اُن کے دو میٹھے بول کفّار و ملحدین کو داخلِ حلقۂ اسلام کر لیتے اور محض فتوٰی داغنے والے ملّاؤں کا اندازِ تبلیغ اور علمِ خام، مسلمانوں کی رہی سہی مسلمانی پر بھی پانی پھیر کر رکھ دیتا۔ علماء اور صوفیاء میں فرق کی یہ چند مثالیں ہیں، ابھی تو اِن کے مابین اور بہت سی باتوں میں فرق ہے، مگر ہم یہاں اپنے قارئین کو صرف سمجھانے کے لئے چند باتوں کے ذکر ہی پر اکتفا کرتے ہیں۔

صوفیاء کی توحید رسولوں کی توحید ہے، انبیاء و مرسلین کی جو شانِ رسالت و نبوّت وہ بیان کرتے ہیں، وہ معلوم سے زیادہ محسوس کر کے بیان کرتے ہیں۔ حضرت پیرانِ پیرؒ چونکہ جملہ سلاسلِ ولایت کے سرتاج ہیں، اِس لئے بالخصوص توحید

کے موضوع پر اُن کے مواعظ بھی جملہ تعلیماتِ اولیاء کے سرتاج ہیں۔ لہٰذا اگر آج کے کسی سطحی العلم اور خام ذہن ملاّ کو حضرت غوثِ پاکؒ کے مواعظ میں بیان کردہ کوئی مفہوم ہضم نہیں ہوتا یا کانٹا بن کر کھٹکتا ہے تو یہ اُس کی اپنی علمی کم مائیگی کا نتیجہ ہے۔ کجا رام رام اور کجا ٹیں ٹیں۔ ایسے دھڑے بند اور فرقوں میں بٹے ہوئے ملاّؤں کے اگر بس میں ہوتا تو وہ قرآنِ مجید سے وہ تمام آیات نکال دیتے، جن میں اللہ تعالیٰ نے ردِّ شرک کیا اور اپنی توحید کے سنہری اصول بیان فرمائے۔ مگر غوثِ پاکؒ کے مواعظ پر انگشتِ تنقید اُٹھانے والے کسی عاقبت نااندیش ملاّ کی یہ مجال کہاں کہ وہ قرآنِ مجید سے توحید کے مطالب پر مشتمل آیات کو نکال سکے، یا ایسا کوئی جملہ بھی اپنی زبان پر لا سکے۔ لہٰذا یہ بات بالکل درست اور سو فیصد درست ہے کہ آج مسلمان کا ذہن قُرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا سا عالی ذہن نہیں رہا۔ بلکہ یہ بات کھلے لفظوں میں کہی جا سکتی ہے کہ آج ہر طبقہ کے مسلمان اِلاّ ماشاء اللہ شرکِ خفی کا شکار ہیں۔ یعنی اُن کے ایسے عقائد اور ایسے اعمال و اقوال ہیں کہ حضرت پیرانِ پیرؒ، حضرت علی ہجویریؒ اور دیگر اکابر صوفیاء کی تعلیمات کی روشنی میں جنہیں سراسر باطل قرار دیا جا سکتا ہے۔ افسوس ہے اولیائے کرام کے اُن نام لیواؤں پر کہ جو اُن کے ذاتی مسلک کے خلاف ذرا سی اُٹھنے والی آواز کو تو فوراً گستاخی و بے ادبیِ اولیاء سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر جب اُن کو، اُن اولیائے کرام کی اپنی تصانیف، مواعظ یا کلام سے کوئی بات بہ طورِ سند پیش کی جائے تو اُسے تسلیم کرنے میں ہزاروں حیلے اور حجتیں پیش کرتے ہیں۔ یہ نہایت ہی کمینگی اور انتہائی دناءتِ طبعی

ہے کہ ایک طرف اُن کی تعریف میں زمین وآسمان کے قلابے ملادیے جائیں اور اُن کی شانیں رسولوں کی شانوں کے ساتھ ملائی جائیں، مگر جب اُن کی تعلیمات سے کوئی حوالہ پیش کر دیا جائے تو سانپ سونگھ جائے ......ع تُفو بر تُو اے چرخِ گرداں تُفو

غنیۃ الطالبین کے صحّتِ انتساب پر بہت سے علماء نے اعتراض کیا ہے، اور کچھ واعظین یہ کہتے ہیں کہ کتاب اور عبارت حضرت کی ہے ہی نہیں ، اِسی طرح غوثِ پاک کے خطبات کے مجموعے فتوح الغیب کے بارے میں بھی دبے لفظوں میں ایسی باتیں سامنے آئیں، جب کہ فتوح الغیب کے متعلّق آج تک کسی محقّق نے یہ تحقیق ظاہر نہیں کی البتّہ غنیۃ الطالبین کے بارے میں چند علماء نے شک وشبہ کا اظہار کیا جن میں علاّمہ عبدالعزیز پرھاروی صاحبِ نبراس بھی ہیں، وہ حاشیۂ نبراس علیٰ شرح العقائد صفحہ 475 پر رقم طراز ہیں: ولا یغرّنك وقوعهٗ فی غنیة الطالبین المنسوبة اِلی الغوثِ الاعظم عبدالقادر جیلانی قدّس سرّہٗ العزیز فالنّسبة غیر صحیحة والاحادیث الموضوعة فیهاو افرة (النبراس للعلامہ پرھاروی صفحہ 475 مطبوعہ مکتبہ اکرمیہ قصہّ خوانی بازار پشاور سنِ طباعت 1318ھ)

ترجمہ: اور (اے قاری!) تجھے اُس روایت (مندرجہ فی الکتب) کا غنیۃ الطالبین میں ہونا دھوکے میں نہ ڈال دے وہ غنیۃ الطالبین جو غوثِ اعظم عبدالقادر جیلانیؒ کی طرف نسبت کی گئی ہے، پس اُس کی غوثِ پاکؓ کی طرف نسبت صحیح نہیں اور اُس میں کثرت سے موضوع احادیث بھی ہیں۔

اشعار ملاحظہ ہوں ؂

شاہِ بغداد سدا بول ہے بالا تیرا	کیوں نہ ہو، صاحبِ معراج ہے بابا تیرا
چُھپ گئے سامنے اُس کے عُرفاء مثلِ نجوم	مطلعِ فقر پہ خورشید جو چمکا تیرا
کون سے سلسلہ کو تُو نے معطّر نہ کیا	کون سے گُلکدہ میں رُوپ نہ جھلکا تیرا
دیکھ کر سیّدِ لولاکؐ کا اندازِ جمال	انبیاء چُوم نہ لیں حشر میں ماتھا تیرا
جو کہا تُو نے وہ مأمور مِن اللہ ہو کر	اپنی خواہش سے نہیں کوئی بھی دعوی تیرا
لرز اُٹھتے ہیں سلاسل کے سفینے سارے	قادری اوج پہ چڑھتا ہے جو دریا تیرا
تُو ہے اُمّت کا وہ نوشاہ کہ اقطابِ جہاں	جھولیاں بھرنے کو گاتے ہیں بدھاوا تیرا
حیف صد حیف کہ کچھ پست نظر، پست اندیش	اِس پہ کُڑھتے ہیں کہ اُونچا ہے ستارا تیرا
دستِ مشّاطۂ فطرت نے سنوارا ہے تجھے	لاکھ سر مارے، بگاڑے گا کوئی کیا تیرا
تجھ کو کیا فکر، کوئی تیرا بنے یا نہ بنے	شاہِ بطحیٰؐ ترے، اللہ تعالیٰ تیرا
رنگ والوں کے بھی رنگ اُڑ گئے تیرے آگے	ذاتِ بے رنگ نے وہ رنگ جمایا تیرا

افسوس ہے اُن بعض نام نہاد سُنّی علماء پر جو پیرانِ پیرؒ کے نام پر گیارہویں اُڑاتے ہیں، خطیر نذرانے اور رُقوم وصول کرتے ہیں اور اسٹیجوں پر اُن کا نام بھکاریوں کی طرح لیتے ہیں، مگر جب اُن کی تصانیف اور مواعظ میں موجود اُن کے کسی ارشاد یا نقطۂ نظر کو بہ طورِ سند پیش کیا جائے تو وہ آیۂ لَوَّوا رؤوسهم و رائیتهم یصدّون وهم مستکبرون کا مصداق بن کر تکبّر کرتے ہوئے اپنی گردن لٹکا لیتے ہیں۔

فاضل بریلویؒ نے اگرچہ غیروں کیلئے یہ شعر کہا تھا مگر میرے نزدیک آج کے بعض مفاد پرست اور منافقت شعار اپنے بھی اِس کی زد میں بدرجۂ اتم آتے ہیں۔

ترا کھائیں تیرے غلاموں سے اُلجھیں
ہیں منکر عجب کھانے غُرّانے والے

صوفیائے کرام کی دیگر خصوصیّات کے علاوہ سب سے بڑی خصوصیّت یہ رہی کہ اُنہوں نے کبھی دین فروشی نہیں کی، انبیاء علیہم السلام کی طرح تبلیغ پر اُجرت نہیں لی۔ محض اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے دور دراز کے سفر طے کئے، راستے کی سختیاں جھیلیں، خلقِ خُدا کے ناروا سلوک اور معاندین کی بے جواز تنقید کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیا، مسلمانوں میں تفرقہ اندازی کے بجائے اتّحاد و وحدت کی فضاء قائم کی۔ جو لوگ اپنے اپنے نقطہ ہائے نظر قائم کر کے دھڑے بندیوں میں بٹ چکے تھے، اُن کو مابہ النّزاع مسائل میں الجھنے سے روکا اور اُن مسائل کا حل قرآن وسنّت کی روشنی میں اُنکے سامنے پیش کیا۔ ایسے مواقع پر اُنہوں نے اپنی خُداداد علمی صلاحیّتوں کو بروئے کار لاکر ہزار ہا لاینحل مسائل کا نہ صرف حل نکالا، بلکہ وہ لہجہ اور محبّت کی وہ میٹھی زبان استعمال کی کہ مسلمانوں کے مابین رونما اختلاف بڑی حد تک فرو ہو گیا۔ اِس طرح اُنہوں نے ہمیشہ وَجَادِلْهُم بِالَّتِي هِيَ أَحْسَن کے ارشادِ باری تعالیٰ پر عمل پیرا ہو کر بڑے بڑے طواغیت کے تاریک سینوں میں نورِ ایمان و یقین بھر دیا۔ اگر بغداد میں یہ کام حضرت پیرانِ پیرؒ نے اپنے بے مثال علم و فضل اور دیگر فطری خوبیوں کی بدولت سرانجام دیا تو برِّصغیر میں حضرت خواجہ معین الدّین اجمیریؒ اور بالخصوص حضرت نصیر الدّین چراغ دہلویؒ تک اُن کے خلفائے